تحفظ واستحکام مدارس کنونشن، سوات

مولانا عبدالقدوس محمدی

سوات...... جو قدرت کے حسن کا مظہر اور دلکش نظاروں کی وادی ہے۔ سرسبز و شاداب وادیاں، بہتے جھرنے، شور مچاتی آبشاریں، خراماں خراماں چلتی ندیاں اس خطے کا ظاہری حسن جبکہ خوش اخلاق، ملنسار اور مہمان نواز لوگ یہاں کے ظاہری حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ مدتوں سے یہ سوات امن وآشتی اور محبت والفت کی وادی رہی پھر نہ جانے اسے کس کی نظر کھا گئی کہ سوات میں آتش وآہن کی بارش ہونے لگی، قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوا، کشت و خون کی ہولی کھیلی جانے لگی، سوات اور گردونواح میں بسنے والے اپنے گھروں سے بے گھر ہوئے، دردر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوئے۔ پھول سے بچوں کو پردیس کی زندگی کاٹنا پڑی، حسن کی وادی میں بسنے والوں نے متاثرین کے کیمپوں میں بسیرا کیا۔ اس اذیت اور کرب سے سب سے زیادہ مذہبی طبقات گزرے۔ لبیفوج انہیں شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتی، وہ فوجیوں کی سختی اور درشتگی کا نشانہ بنتے، گھر گھر تلاشی، چیک پوسٹوں پر توہین وتذلیل، بال کی کھال اتارنے والی تفتیش اور لحہ بہ لحہ پیش آنے والے مسائل نے ڈاڑھی پگڑی والوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔ نام نہاد طالبان طعنے دیتے، گردنیں کاٹتے، کبھی حکومت کا ہرکارہ اور کبھی امریکا ویورپ کا ایجنٹ قرار دیتے، بھتے وصولے جاتے، لوگوں پر جبر وتشدد کے پہاڑ توڑے جاتے، ظلم وستم کی لاٹھیوں سے ہانکا جاتا۔

دینی ادارے اس صورتحال سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔ دوطرفہ لڑائی کی زد میں آنے والے اداروں کو دوہرے جبر کا سامنا تھا، ایک طرف سے یہاں تک ہوا کہ تنکا تنکا جوڑ کر اور پائی پائی چندہ جمع کر کے بنائی جانے والی عمارتیں ملبے کے ڈھیر بنادی گئیں اور دوسری طرف سے مدارس کو معسکرات میں بدلنے کی کوشش کی گئی، پناہ گاہیں بنالینے پر اصرار کیا جاتا رہا لیکن وہاں کے اہلِ مدارس نے ریاستی جبر کا صبر سے اور بے لگام تشدد کا تدبر سے مقابلہ کیا چنانچہ وقت گزرنے کے ساتھ

ساتھ حالات میں بہتری آنے لگی، جبر کے سائے چھٹنے لگے، سنگینوں کی سنگینی سے نجات پائی، بارود کی بو سے چھٹکارا ملا اور سوات کے حالات اپنی جگہ پر آگئے اور اللہ کا شکر ہے کہ اب وہاں راوی ہر طرف چین ہی چین لکھتا ہے۔

سوات میں تو حالات معمول پر آگئے مگر ہم دور بیٹھے ہوئے ابھی تک یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید سوات کا وہ امن نہیں لوٹ پایا، شاید سوات کی رونقیں بحال نہیں ہوسکیں، شاید سوات میں ڈاڑھی پگڑی والا کوئی نہیں بچا ہوگا، شاید سوات کے سارے مدرسے اجڑ گئے ہوں گے، شاید سوات کے علماء وطلباء ڈرے سہمے ہوئے اپنے حجروں سے نکلنے کی جرأت نہیں کرتے ہوں گے، شاید سوات میں ہر طرف ویرانی ہوگی، شاید سوات میں ہر طرف سناٹا ہوگا چنانچہ جب وفاق المدارس نے ملک گیر اجتماعات کے انعقاد کا اعلان کیا اور اس فہرست میں سوات میں ایک اجتماع کے انعقاد کا تذکرہ پڑھا تو سہم گیا اور سوچنے لگا کہ اگر اکابر کی طرف سے اس کنونشن میں شرکت کا اذن ملا تو کیا کروں گا؟ اور بالآخر وہی ہوا حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری نے اپنے محبت بھرے انداز میں کنونشن میں شرکت کا حکم دیا تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی پھر جب میر کاروانِ اہل حق امام المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان کی قیادت میں ہمارا قافلہ سوات کی طرف روانہ ہوا تو راستے بھر خیال آتا رہا کہ حضرت شیخ نے جب اس پیرانہ سالی میں اتنے کٹھن سفر کا فیصلہ کیا تو ہمارے لئے کیا مشکل ہے؟ واہموں، خدشات اور خیالات کے ہجوم میں جب سوات پہنچے تو رات ہو چکی تھی، اندھیرے اور سردی نے سوات پر اپنے پنجے گاڑھ رکھے تھے، استقبال کے لیے آنے والوں کے خلوص ومحبت اور والہانہ پن کو دیکھ کر دیدہ ودل فرش راہ کیے جانے کا مفہوم پہلی دفعہ سمجھ میں آیا تھا، میزبانوں کی مہمان نوازی نے حیران کیا تھا لیکن کامل اطمینان نہیں ہوا تھا، مولانا قاضی عبدالرشید کے لطائف وظرائف اور مولانا ولی خان المظفر کی باغ وبہار شخصیت کی بدولت ہماری اقامت گاہ کشت زعفران بنی رہی لیکن اس کے باوجود خدشات سے چھٹکارا نہ پایا جاسکا اور پوری رات وظائف واوراد، سونے جاگنے کی آنکھ مچولی اور سردی سے بچنے کی کوشش میں بیتی۔ صبح ہوئی تو سچ مچ سوات جاگ اٹھا تھا، مینگورہ کا وددودیہ ہال ایک چمن کا منظر پیش کر رہا تھا، تاحد نگاہ علماء کرام اور دینی مدارس کے اساتذہ کا جم غفیر، ڈاڑھیوں اور پگڑیوں والے نورانی چہرے...... اتنے کٹھن حالات نے سوات کے 'مولویوں' کا کچھ بھی نہ بگاڑا تھا۔ اخبارات اور میڈیا کی نظر سے گزشتہ کئی برسوں سے سوات کو دیکھنے اور سوات کا ایک نقشہ دل ودماغ میں بٹھانے والا یہ مسافر حیران اور ششدر تھا کہ یاالٰہی! یہ ماجرا کیا ہے؟ ہم تو سمجھتے تھے کہ شاید سوات میں کوئی بندہ خدا باقی نہیں بچا ہوگا اور یہاں تو اہلِ علم کی ایسی بہار ہے کہ صرف وددودیہ ہال ہی نہیں اس کے باغیچے اور چمن بھی اہل علم سے بھرے ہوئے تھے۔ سب سے دلچسپ منظر 'وددودیہ ہال' میں منعقدہ استحکام مدارس کنونشن کے اسٹیج کا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ سوات میں حکومتی اداروں اور مذہبی طبقات کے مابین بدترین کشمکش ہوگی، فوجی اور مولوی تو ضرور ہی دست وگریباں ہوں گے، پولیس والے اور ڈاڑھی پگڑی والے ایک دوسرے کو دیکھنے اور ملنے کے روادار بھی نہ ہوں

گے لیکن وفاق المدارس کے اس اجتماع میں مولانا قاری صدیق احمد، مولانا محب اللہ، برادرم کرم الٰہی اوران کے رفقاء نے اپنی بصیرت اور شبانہ روز محنت کے نتیجے میں 'وددو یہ ہال' میں جوگلدستہ سجایا تھا اس نے ان تمام واہموں کو غلط ثابت کر دیا، فوج کے کرنل علی یاسر جس نیاز مندی سے اکابر اہل حق کی دست بوسی کر رہے تھے، ڈی آئی جی آزاد خان نے حضرت شیخ سلیم اللہ خان صاحب کے سامنے جس خلوص کا مظاہرہ کیا، ناظم سوات محمد علی جس طرح شروع سے آخر تک ہمہ تن گوش رہے، ڈاکٹر قبلہ ایاز اور سوات کے عصری تعلیمی اداروں سے وابستہ ماہرین تعلیم نے جس طرح اس اجتماع کو رونق بخشی وہ یقیناً قابل تحسین تھا۔ مقررین میں سے جس جس نے اظہار خیال کیا اس کی زبان سے پھول ہی برسے، محبتوں اور الفتوں کے زمزمے گونجے۔ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کی آمد ہی اہل سوات کے لیے پرسہ تھی اوران کا مختصر سا خطاب اجتماع کا خلاصہ...... شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے مولانا محمد حنیف جالندھری پر کامل اعتماد کا اظہار کیا اوران کی گفتگو کو وفاق المدارس اوراپنی حقیقی ترجمانی قرار دیا، مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی نے اختتامی کلمات ارشاد فرمائے، حضرت صدر وفاق کی دعا اور حکم سے ترجمانِ اہل حق مولانا محمد حنیف جالندھری نے اپنے مدلل، دلنشین اور پرکشش انداز میں دینی مدارس کا مقدمہ بڑی خوبصورتی سے پیش کیا، دینی مدارس کی خدمات پر روشنی ڈالی، دینی مدارس پر لگائے جانے والے الزامات کے مسکت جوابات دیے، مولانا قاضی عبدالرشید نے اپنے دلنشیں انداز میں مدارس کے کردار و خدمات پر روشنی ڈالی۔ طوطی کشمیر مولانا سعید یوسف نے بڑے ہی فکر انگیز انداز سے دینی مدارس کی ضرورت واہمیت اوراس خطے میں اہل حق کی خدمات پر گفتگو کی، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی اول تا آخر پروگرام کی رونق دوبالا کرتے رہے، مولانا انوار الحق اور مولانا حسین احمد نے ان کے سینکڑوں تلامذہ کے کلیجے ٹھنڈے کیے۔ مولانا زبیر اشرف عثمانی، مولانا عمار خالد، مولانا احمد حنیف، مولانا سلمان الحق اور مولانا حمزہ سعید جیسے صاجبزادگان بھی شریک بزم رہے۔ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا انوار الحق، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا پیر عزیز الرحمان ہزاروی اور مولانا حسین احمد جیسے اکابر کی تشریف آوری نے سوات کے اربابِ مدارس اور اہل حق کا سیروں خون بڑھ گیا، ان کا مورال آسمانوں سے باتیں کر رہا تھا، ان کے تمتماتے چہرے بتا رہے تھے کہ آج اہلِ سوات کی حقیقی عید ہے، المختصر یہ کہ کوئی کوئی پروگرام لطف دیتا ہے، کبھی کبھی ایسی خوشی ہوتی ہے، گاہے گاہے ہی ایسی کیفیات نصیب ہوتی ہیں جیسی سوات کے استحکامِ مدارس کنونشن میں نصیب ہوئی۔ اللہ کرے سوات کے ظاہری حسن سے زیادہ وہاں دین کی بہاریں یوں ہی سدا مسکراتی رہیں۔

☆☆☆